75410 ـ مساجد اور اس کے ملحقات حرام مال سے تعمیر کرنے کا حکم

سوال

کیا حرام کمائی کے مال سے مسجد یا محلہ کی مسجد کے محلقات ہال وغیرہ تعمیر کرنے جائز ہیں، جو مختلف اغراض مثلا نماز تراویح اور نماز عیدین وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاسکے، مسجد کمیٹی کو اس کمائی کا علم بھی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

حرام مال یا تو بعینہ حرام ہوتا ہے، یا پھر حرام کمائی کی وجہ سے حرام.

بعینہ حرام یعنی وہ مال جو فی نفسہ حرام ہو مثلا غصب یا چوری کردہ مال کے متعلق اگر علم ہو کہ یہ فلاں سے چوری کیا گیا ہے تو اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں، بلکہ اسے مالك کو واپس کرنا واجب ہے.

اس غصب کردہ مال سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ: صاحب مال کو اس کا مال واپس کیا جائے، اور غاصب شخص اگر یہ مال مالك کو واپس کرنے پر قادر ہو تو اس کے لیے غصب کردہ مال مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے.

لیکن اگر وہ مال مالك کو واپس کرنا مشکل ہو (مثلا وہ مال جو بعض حکومتیں لوگوں پر ظلم کر کے مال غصب کرتی ہیں) تو یہ مال مسلمانوں کے مصلحت عامہ میں صرف کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اس میں مسجد کی تعمیر بھی شامل ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اگر مال ناحق حاصل کیا گیا ہو اور اسے مالك تك واپس پہنچانا مشکل ہو مثلا بہت سے سلطانی اموال (وہ اموال جو بادشاہ نے غصب کیے ہیں)؛ ان اموال کو مسلمانوں کے فوائد کے لیے صرف کرنے میں معاونت کرنا مثلا سرحدوں کی حفاظت، اور فوجیوں کے اخراجات وغیرہ یہ نیکی اور تقوی کے کاموں میں معاونت ہے؛ جبکہ ان اموال میں بادشاہ اور حکمران پر واجب تو یہ ہے کہ ـ اگر مال کے مالکوں کا علم نہ ہو اور ان تك اور ان کے ورثاء تك یہ اموال واپس کرنا مشکل ہو ـ وہ اسے مسلمانوں کی مصلحت میں صرف کر دے ـ اگر وہ ظالم ہے تو توبہ بھی کرے ـ جمہور علماء کرام مثلا امام مالك اور ابو حنیفہ کا قول یہی ہے، اور کئی ایك صحابہ کرام سے بھی منقول ہے، اور شرعی دلائل

بھی اس پر دلالت کرتے ہیں...

اور اگر اس کے علاوہ کسی اور نے یہ اموال چھینے ہوں تو اسے بھی ان اموال میں یہی کام کرنا چاہیے " انتہی

دیکھیں: السیاسۃ الشرعیۃ صفحہ نمبر (35).

لیکن وہ مال جو حرام کمائی سے کمایا گیا ہو وہ ہے جو کسی شخص نے حرام طریقہ سے کمایا ہو مثلا شراب کی تجارت سے، یا پھر سودی کاروبار، یا موسیقی اور گانے بجانے اور زنا وغیرہ کی اجرت حاصل کر کے، تو یہ مال صرف کمانے والے کے لیے حرام ہو گا.

لیکن اگر کوئی دوسرا شخص مباح اور جائز طریقہ سے حاصل کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلا صاحب مال اسے مسجد کی تعمیر کے لیے چندہ اور فنڈ میں دے دے، یا اپنے ملازم کو اس مال سے اجرت اور مزدوری دے، یا اس مال سے اپنی بیوی بچوں کا خرچ کرے، تو ان لوگوں کے لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے، یہ مال ان کے لیے حرام نہیں ہو گا، بلکہ حرام تو اس کے لیے ہے جس نے اسے حرام طریقہ سے کمایا ہے.

اس حرام مال سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اس مال سے چھٹکارا حاصل کیا جائے، اور اسے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں صرف کر دیا جائے، اور اس میں مسجد بھی شامل ہوتی ہے.

امام نووی رحمہ اللہ تعالی " المجموع " میں کہتے ہیں:

" غزالی کہتے ہیں: اگر اس کے پاس حرام مال ہو اور وہ اس سے توبہ کرنا اور بری ہونا چاہے ۔ اگر اس مال کا مالك معین ہو ۔ تو وہ مال اس تك یا اس کے وکیل کو پہنچانا واجب ہے، اور اگر فوت ہو چکا ہو تو اس کے ورثاء کے سپرد کیا جائے.

اور اگر اس کے مالك کا علم نہ ہو، اور اس کی معرفت اور پہچان سے نا امید ہو چکا ہو تو وہ مال مسلمانوں کے عمومی فائدہ اور مصلحت میں خرچ کرنا چاہیے، مثلا پل، سرائے اور مسافر خانے، اور مساجد وغیرہ جس میں سب مسلمان شریك ہوتے ہیں، وگرنہ یہ مال فقراء و مساکین پر خرچ کر دیا جائے... غزالی نے جو یہ بیان کیا ہے اسے اصحاب میں سے دوسروں نے بھی ذکر کیا ہے، وہ اسی طرح ہے جیسے انہوں نے کہا ہے.

کیونکہ اس مال کو ضائع اور تلف کرنا اور سمندر میں پھینکنا جائز نہیں اس لیے مسلمانوں کے عمومی فائدہ اور مصلحت میں خرچ کرنا ہی باقی رہا ، اللہ سبحانہ و تعالی ہی زیادہ علم رکھتا ہے " انتہی

دیکھیں: المجموع للنووی (9 / 330).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

حرام مال سے تعمیر کردہ مسجد میں نماز ادا کرنے کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" اس میں نماز ادا کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ جس نے اسے حرام مال سے تعمیر کیا ہے ہو سکتا اس کی تعمیر کرنے میں اس کی نیت حرام مال سے چھٹکارا حاصل کرنا مقصود ہو، جب اس نے حرام مال سے چھٹکارا حاصل کرنے کے مقصد سے مسجد تعمیر کروائی ہو تو اس کی تعمیر حلالا ہے.

اگرچہ حرام مال سے چٹکارا حاصل کرنے کے لیے مساجد کی تعمیر کا تعین نہیں، بلکہ اگر انسان اسے کسی خیراتی کام میں لگا دے تو بھی مقصد حاصل ہو جاتا ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (12 / سوال نمبر 304) اور الشرح الممتع (4 / 344).

واللہ اعلم .